ہیں۔ جب میں انگورہ کا شہر دیکھ چکا تو میں نے ایک ترک سے دریافت کیا۔ کہ کیا کوئی اور قابل دید جگہ انگورہ میں رہ گئی ہے؟ اس نے مجھ سے پوچھا کیا تم نے ہمارا سب سے بڑا شراب خانہ دیکھا ہے؟ مجھے معلوم ہوا۔ کہ حکومت ترکی نے سات شراب خانے ترکی میں کھول رکھے ہیں۔ اور ترکی ریڈیو پر گاہے گاہے شراب کی صفات ترکوں کو سمجھائی جاتی ہیں کہ یہ رنگ لال کرتی ہے۔ گرمیوں میں سردی، سردیوں میں گرمی پہنچاتی ہے۔ تمام مہذب اقوام شراب پیتی ہیں۔ ترک بھی اب یورپین ہو گئے ہیں۔ ترک حکومت نے ان کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے شراب کے کارخانے جاری کیے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ —— یہ اسلامی دنیا کا المیہ درالمیہ ہے۔"

مسلمانوں میں کچھ لوگ تو وہ ہیں جن کو سرے سے حلال و حرام کی کوئی پروا نہیں ہے۔ لیکن کچھ دوسرے لوگ ایسے بھی ہیں جو کوئی حرام کرنے سے پہلے ضروری سمجھتے ہیں کہ اسلامی احکام کی الٹی سیدھی تاویلیں کر کے اُسے حلال ثابت کریں۔ چنانچہ شراب کے معاملہ میں بھی وہ آج اسی طرح کی کھینچ تان کر رہے ہیں۔ جیسی سُود کے معاملہ میں انہوں نے شروع کر رکھی ہے۔ ان کا دلچسپ استدلال یہ ہے کہ قرآن میں چونکہ خمر کے لئے "حرام" کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے اس لئے یہ حرام نہیں ہے۔ حالانکہ یہ اگر جسارت نہیں تو سخت جہالت ہے۔ ان لوگوں کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اس سوال کا جواب تو چودہ سو سال سے برابر دیا جاتا رہا ہے۔ جو اسلاف کی کتب میں بالتفصیل مذکور ہے۔ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ کسی چیز سے روکنے اور اسے حرام کرنے کے لیے "حرام" کے سوا عربی زبان میں دوسرا کوئی لفظ موجود ہی نہیں ہے؟ کیا عربی زبان میں یہ مفہوم کسی بہتر اور زیادہ پُراثر انداز میں بیان نہیں ہو سکتا؟ بلاغت اور ادب جاننے والوں کو معلوم ہے کہ قرآن نے دوزخ کی بے پناہ وسعت کو ظاہر کرنے کیلئے وسیع اور عریض کے الفاظ استعمال کرنے کی بجائے جو طرز بیان استعمال کیا ہے۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ؟ اسی طرح خمر کے معاملہ میں اس کی تباہ کن برائیاں بیان کرنے کے بعد اور اس کو شیطان کا عمل قرار دے کر فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ (پھر کیا تم باز آؤ گے؟) کہنے سے جو بات اور جو شدت پیدا ہوئی ہے وہ خمر کو صرف حرام کہہ دینے سے ہرگز پیدا نہیں ہوتی۔ اُمّ الخبائث کے لیے ضرورت بھی خاص الفاظ اور طرز بیان ہی کی تھی۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ مندرجہ بالا آیات کے علاوہ دیگر آیتوں میں خمر کو حرام بھی کہا گیا ہے۔ ثبوت کے لیے کسی

۱؎ جس روز ہم جہنم سے پوچھیں گے کیا تو بھر گئی؟ اور وہ کہے گی کیا اور کچھ ہے؟

مولوی یا عالم دین کی لغت کو چھوڑ کر ایک عیسائی لغت نویس الیاس انطون کی القاموس العصری ہی اٹھا کر دیکھ لیجیے۔ اس میں حرام کا لفظ دیکھیے تو اس کا معنی ممنوع ملے گا۔ پھر منع کا لفظ دیکھیے تو اس کا معنی نہی ملے گا۔ پس یہ بات لغت سے ثابت ہے کہ حرام کے علاوہ نہی۔ لا۔ اور منع کے الفاظ بھی وہی معنی رکھتے ہیں جو لفظ حرام کے ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کا تو ایک اشارہ بھی کسی کام کو حرام قرار دینے کے لیے بالکل کافی ہے۔ اس نے زنا کو لَاتَقْرَبُوا الزِّنٰى کہہ کر حرام کیا اور باطنی فحاشی (جس پر کوئی دوسرا گرفت تو کیا بعض اوقات محسوس بھی نہیں کر سکتا) کو حرام کا لفظ استعمال کر کے ہمیشہ کے لیے ناجائز کر دیا (اعراف آیت ۳۳) بلکہ اللہ کا تو لعل (شاید) کہنا بھی وجوب کا درجہ رکھتا ہے۔ امام قرطبی لکھتے ہیں کہ رحمت الٰہی کسی کی طرف اتنی جلدی نہیں لپکتی جتنی کہ قرآن سننے والے کی طرف تیزی سے جاتی ہے۔ اور ثبوت میں اس آیت کو پیش کرتے ہیں۔ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ "جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے غور سے سنو اور خاموش رہو، شاید کہ تم پر رحم کیا جائے" امام قرطبی کہتے ہیں کہ اللہ کا لفظ شاید کہہ کر کسی سے کوئی وعدہ کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ ضرور پورا کیا جائے گا۔ (تفسیر قرطبی جلد اوّل صفحہ ۹)

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حرام۔ نہی۔ لا وغیرہ کے الفاظ استعمال کر کے مختلف طریقوں اور طرز بیان سے چیزوں کو حرام کیا ہے۔ ان حرام چیزوں میں سے بعض کی سزائیں اللہ تعالیٰ نے بیان کر دی ہیں اور بعض کی بیان نہیں کیں۔ قرآن نے فتنہ کے لیے "اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ" تو کہا ہے مگر فتنہ کے لیے حرام کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ زنا اور چوری اور ڈاکے کے لیے بھی حرام کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا بلکہ صرف یہ کہا گیا کہ یہ کام نہ کرو۔ سورہ ممتحنہ میں مومن عورتوں کو ہدایت کی جاتی ہے۔ وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ (وہ چوری نہ کریں اور زنا نہ کریں) اب جس کے دل میں کجی ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ ان افعال کے لیے حرام کا لفظ تو استعمال نہیں کیا گیا ہے، لا کے لفظ سے تو بس ایک وعظ و نصیحت والی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ کبھی ایسا نہ کرنا، کوئی شدت یا حرمت کا بیان تو ہے نہیں، پس چوری اور زنا قابلِ مصالحت جرائم سمجھے جانے چاہییں۔

سورہ نساء آیت ۱۶۱ میں یہودیوں کو سخت ملامت کی گئی ہے جس کی وجہ ان کا سود لینا ہے اور وہ ان پر حرام کیا گیا تھا۔ اس حرمت کو نہی کے لفظ سے اس طرح بیان کیا گیا ہے وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ اب دیکھیے یہاں نہی کا لفظ حرام ہی کے معنی میں بولا گیا ہے اس طرح سورہ انعام آیت ۵۶ میں شرک سے بھی

"نہی" کے لفظ سے رد کا گیا ہے۔ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یہ نہی بھی لازماً حرمت کے معنی میں ہے۔ سورہ آل عمران آیت ۱۳۰ میں سود مرکب کے لیے "لائے نہی" استعمال کیا گیا ہے۔ لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً اس کے برعکس سورہ بقرہ آیت ۲۷۵ میں سود مفرد کے لیے حرام کا لفظ آیا ہے۔ حَرَّمَ الرِّبٰوا اب کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ سود مفرد تو حرام ہے لیکن سود مرکب حرام نہیں کیونکہ اس کے ساتھ حرام کا لفظ نہیں ہے ؟

اس طرح کی باتیں کسی ذی ہوش انسان کو زیب نہیں دیتیں۔ جو بات کو سمجھنا چاہتے ہیں ان کے لیے صرف ربوٰ (سود) ہی کی مثال کافی ہے۔ جس کی حرمت ظاہر کرنے کے لیے 'لا، نہی، حرام' تینوں الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ تینوں الفاظ حرمت کے لیے استعمال ہو سکتے ہیں۔

تاہم اگر ان لوگوں نے قرآن کو ذرا غور سے پڑھا ہوتا اور قدیم عربی لغات اور اسلاف کی تفاسیر سے صرفِ نظر نہ کیا ہوتا تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ خمر سے منع کرنے کے لیے قرآن میں حرام کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "کہو کہ میرے رب نے ظاہر اور باطن سب طرح کے فواحش اور اثم کو حرام قرار دیا ہے" (اعراف ۳۳) علمائے لغت فرماتے ہیں کہ اثم خمر کے ناموں سے ایک نام ہے[1]۔ (کذا فی المبسوط للسرخسی ایضاً)۔ اس آیت سے پہلے اسی سلسلۂ کلام میں رزق کا ذکر ہو چکا ہے جو یہاں اثم کے معنی خمر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ پورا سلسلۂ کلام یوں ہے:۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا خَالِصَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ ــــــــ "کہو، کس نے اللہ کی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی ہے، اور پاک رزق کو حرام کر دیا؟ ان سے کہو یہ چیزیں ایمان لانے والوں کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی حلال ہیں اور قیامت کے روز تو خالصتاً انہی کے لیے ہوں گی۔ اس طرح ہم علم رکھنے والوں کے لیے آیات کھول کر بیان کرتے ہیں۔ ان سے کہو اللہ نے تو کھلے اور چھپے فواحش کو حرام کیا ہے اور اثم کو"۔ یہاں فواحش کا لفظ زینت کے مقابلہ میں ہے اور اثم کا لفظ طیبات رزق کے مقابلہ میں۔ علامہ زبیدی نے تاج العروس میں اثم بمعنی شراب کے ثبوت میں یہ شعر پیش کیا ہے:

[1] امام رازی لکھتے ہیں: واما الاثم فیجب تخصیصه بالخمر لانه تعالیٰ قال فی صفة الخمر الخ

شربت الاثم وضلّ عقلی

کذالك الاثم تصنع بالعقول

"میں نے "اثم" پیا اور میری عقل ماری گئی" "اثم" لوگوں کی عقلوں کے ساتھ یہی کچھ کیا کرتا ہے"

علامہ نے اس شعر کے لیے العباب اور صحاح کا حوالہ دیا ہے لیکن صحاح لسان العرب اور المبسوط میں 'تصنع' کی بجائے 'تذھب' کا لفظ ہے۔ لسان میں مزید ایک اور شاعر کا شعر بھی اثم بمعنی خمر کے لیے بطور استشہاد پیش کیا گیا ہے جو حسب ذیل ہے۔ یہ شعر ابو العباس کی مجلس میں پڑھا گیا تھا جس کا درجہ ادب میں مشہور ہے:

نشرب الاثم بالصواع جهاراً

وتری المسك بيننا مستعاراً

"ہم علانیہ پیالہ بھر بھر کر "اثم" پیتے ہیں اور تو دیکھتا ہے کہ مشک ہمارے درمیان ہاتھوں ہاتھ لیا دیا جاتا ہے۔"

ابن سیدہ کہتا ہے: "چونکہ شراب کا پینا گناہ ہے اس لیے شراب کو اثم کہا جاتا ہے"۔ گویا اس مجسم گناہ کا نام ہی گناہ پڑ گیا تھا۔ یہ وہی بات ہے جو مشہور حدیث کے مطابق ہے جس میں خمر کو ام الخبائث کہا گیا ہے۔

غرض علمائے لغت نے اثم کا معنی خمر تسلیم کیا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ بعض نے اس معنی کو حقیقی کہا ہے اور بعض مثلاً ابن الانباری نے مجازی کہا ہے۔ مگر جنہوں نے مجازی معنی لیے ہیں ان کے یہ مجازی معنی حرمت کو اور زیادہ شدت سے ثابت کرتے ہیں، کیونکہ جب ایک چیز کا نام ہی گناہ پڑ جائے تو اس سے زیادہ حرمت اور گناہ والی چیز اور کونسی ہو سکتی ہے؟

ایک اور پہلو سے دیکھیے تب بھی قرآن سے شراب کے "حرام" ہونے کی تصریح نکلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ الخ

"تم سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہہ ان دونوں میں بڑا اثم ہے"

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ شراب میں "اثم" ہے۔ اور اس سے پہلے سورہ اعراف والی آیت ۳۳ میں گزر چکا ہے کہ اللہ نے "اثم" کو حرام کیا ہے۔ پس جب اثم حرام ہوا تو جس چیز میں اثم پایا جائے گا وہ لازماً حرام ہوگی۔

جب ڈاکٹر ذیابیطس کے مریض کے لیے چینی منع کر دیتا ہے تو اس کے لیے ہر وہ چیز بھی ممنوع ہو جاتی ہے جس کے اندر چینی ہو۔ اسی طرح جب قلب کے مریض کے لیے نمک ممنوع ہو جاتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہر نمکین چیز اس کے لیے منع ہے۔ پھر اس آیت میں صرف اثم ہی کا لفظ نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ کبیر کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شراب اور جوئے کی حرمت کوئی عام حرمت نہیں بلکہ حرمتِ کبریٰ ہے۔

امام سرخسی المبسوط میں فرماتے ہیں: "واضح ہو کہ خمر کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ دونوں کی رو سے حرام ہے۔ کتاب اللہ کی حرمت اللہ تعالیٰ کے قول یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ ...... فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ" اس آیت کو نقل کرنے کے بعد امام صاحب فرماتے ہیں: "اللہ نے کھول کر بیان کر دیا ہے کہ خمر رجس یعنی گندگی ہے۔ اور رجس محرم العین ہے۔ کیونکہ شیطان کے عمل سے ہے اور اس کا پینے والا شیطان کی متابعت کرتا ہے اور اس بات سے کنارہ کش رہتا ہے جس میں رحمٰن کی رضا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شیطان شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے اندر عداوت و بغض ڈالتا ہے اور تم کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روکتا ہے"۔

ذرا غور فرمائیے کہ اس آیت میں خمر کو رجس کہا گیا ہے۔ اور آیت ۱۴۵ سورۂ انعام میں ارشاد باری تعالیٰ یہ ہے اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ۔ یعنی خون اور مردار اس لیے حرام ہیں کہ وہ رجس ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح سور کو رجس ہونے کی بنا پر حرام کیا گیا ہے۔ اسی علت اور وجہ سے خمر بھی رجس ہونے کی بنا پر خود بخود حرام ہو گئی۔ اگر قرآن میں خمر کی حرمت خاص طور پر بیان نہ بھی ہوتی تب بھی وہ رجس ہونے کی بنا پر حرام ہو جاتی جس طرح کہ سور رجس ہونے ہی کی بنا پر شدت سے حرام ہے منطقی طور پر تمام چیزیں جو رجس یعنی گندی اور ناپاک ہیں مثلاً کسی حیوان کا بول و براز[1] وغیرہ، اور جن اشیاء کو قرآن میں رجس کہا گیا ہے، وہ سب سورۂ انعام ۱۴۵ کی اس آیت کی رو سے حرام ہیں جس میں سور کے حرام ہونے کی علت اس کا رجس (پلید) ہونا بتائی گئی ہے۔ اس مسئلہ کو لکھنے کے بعد راقم نے امام رازی کی تفسیر دیکھی تو یہی بات بہتر طریقے سے امام رازی کے الفاظ میں لکھی ہوئی پائی۔ گویا یہ دلائل آج نہیں دیئے جا رہے بلکہ شروع ہی سے

---

[1] عرب میں بعض جانوروں کا پیشاب بطور دوا استعمال ہوتا تھا۔ اس لیے ان کی حرمت کا مسئلہ پیدا ہوا۔

مسلمان علما ان چیزوں کو شرح و بسط سے بیان کرتے چلے آ رہے ہیں۔ جو بھی صدق نیت سے قرآن پڑھے گا وہ یہی نتائج اخذ کرے گا۔ امام رازی اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:۔

انه تعالیٰ قال فی هذه الآیة (او لحم خنزیر فانه رجس) ومعناه انه تعالیٰ انما حرم لحم الخنزیر لکونه نجسا، فهذا یقتضی ان النجاسة علة لتحریم الأکل فوجب ان یکون کل نجس یحرم اکله ... اما الخمر فالجواب عنه: انها نجسة فیکون من الرجس فیدخل تحت قوله (رجس)، وتحت قوله (و یحرم علیهم الخبائث) وایضا ثبت تخصیصه بالنقل المتواتر من دین محمد صلی الله علیه وسلم فی تحریمه، وبقوله تعالیٰ (فاجتنبوه)، وبقوله (واثمهما اکبر من نفعهما)، ...

یعنی "اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں او لحم خنزیر فانه رجس فرمایا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ نے سُور کے گوشت کو اس کے نجس ہونے کی بنا پر حرام کیا ہے۔ پس یہ بات اس کی متقضی ہے کہ نجاست تحریم کی علت ہے اور اس سے واجب آتا ہے کہ ہر نجس چیز حرام ہو ... رہی خمر تو اس کے بارے میں جواب یہ ہے کہ وہ نجس ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول رِجْسٌ کے تحت آتی ہے۔ نیز وہ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ کے تحت بھی آتی ہے، اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ حکم متواتر نقل ہوتا چلا آ رہا ہے کہ وہ حرام ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم فَاجْتَنِبُوْهُ اور اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا کی رُو سے بھی وہ حرام قرار پاتی ہے۔"

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ "اس سے اجتناب کرو" کے الفاظ جو خمر کے لیے استعمال کیے گئے ہیں یہ کسی چیز سے منع کرنے کے لیے بہت ہلکے الفاظ ہیں۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ اجتناب کا لفظ تو شرک اور بُت پرستی جیسے گناہوں سے روکنے کے لیے بھی استعمال ہوا ہے مثلاً کہا گیا ہے وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ "طاغوت سے اجتناب کرو" (الزمر ۱۷) پھر کہا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ "بتوں کی گندگی اور جھوٹ سے اجتناب کرو" (الحج، ۳۰)۔ یہاں دیکھیے کہ بُت پرستی اور طاغوت کی بندگی اور جھوٹ کے لیے بھی اجتناب ہی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ نیز بُت پرستی کے حرام ہونے کی علت بھی اس کا رجس ہونا بتائی گئی ہے۔

جب قرآن کو کسی چیز کی حرمت اور بُرائی میں مبالغہ مقصود ہوتا ہے تو وہ اس کو رِجس (گندگی) کہتا ہے۔ غالباً یہ سب سے انتہائی لفظ ہے جو قرآن نے کسی چیز سے شدید نفرت دلانے کے لیے استعمال کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بقول امام محمدؒ اور امام سرخسیؒ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ خمر کے استعمال کو بطور دوا بھی حرام جانتے تھے۔ اور تمام علمائے احناف اس پر متفق ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ احناف اس معاملہ میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ خمر کے معاملہ میں احناف کا مذہب وہی ہے جو باقی ائمہ ثلاثہ کا ہے، بلکہ زیادہ ہی شدید ہے۔

جب قرآنی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبوں کے ذریعہ شراب کی بُرائیاں بیان ہوتی رہیں تو لوگ آہستہ آہستہ شراب کی عادت پر قابو پاتے رہے۔ البتہ چند لوگ پھر بھی ایسے باقی رہ گئے تھے جو اس کی لت کے آگے بعض اوقات مجبور ہو جاتے۔ کیونکہ ع

چھٹتی نہیں ہے مُنہ سے یہ کافر لگی ہوئی

آخرکار خدا کے ہاں سے ایک زبردست سرزنش نازل ہوئی جس میں ایک بار پھر شراب کی بُرائیوں کو گنوا کر اور اس کو نجس کہہ کر، پھر ڈانٹ پلا کر اس بُری عادت کا قلع قمع کر دیا گیا۔ ایسے ڈانٹ کے الفاظ قرآن میں مشکل سے ملیں گے۔ یہ آیت اس کی حرمت کو شدید تر بنا دیتی ہے۔ اس کی حرمت کی انتہا یہ ہے کہ فقہ کی رُو سے مردہ کو سُوکھا خون کھلانا تو جائز ہے لیکن کسی جانور کو خمر پلانا جائز نہیں۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ خمر کا استعمال بطور دوا کسی انسان یا جانور کے لیے داخلی یا خارجی طور پر کیا جائے۔ (حرمت بطور دوا کے لیے دیکھیے المبسوط السرخسی جلد ۲۴ صفحہ ۵-۲۵، ۲-۲۰)۔ گویا خمر کی حُرمت خون کی حُرمت سے شدید ہے۔

احناف کے نزدیک اس کی ناپاکی کا یہ عالم ہے کہ بقولِ امام سرخسی اگر خمر گندم پر گر جائے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ گندم اس طرح پاک ہو سکتی ہے کہ اس کو تین مرتبہ اس طرح دھویا جائے کہ ہر مرتبہ خشک کر دیا جائے۔ لیکن امام محمدؒ کے نزدیک یہ گندم کسی طرح بھی پاک نہیں کی جا سکتی کیونکہ گندم کو نچوڑنا ممکن نہیں ہے۔ امام سرخسی لکھتے ہیں کہ امام محمد کی بات زیادہ قرینِ قیاس ہے لیکن امام ابو یوسف کی بات میں لوگوں کے لیے آسانی ہے۔ یاد رہے کہ خمر میں صرف چند فیصد الکوہل ہوتا ہے۔ موجودہ سائنس کی روشنی میں اگر گندم کو دھو کر بھون لیا جائے تو سب الکوہل اُڑ جائے گا کیونکہ یہ بہت اُڑنے والی چیز ہوتی ہے اور اس طرح امید ہے کہ تطہیر ہو جائے گی۔

امام سرخسی لکھتے ہیں :

" والامة اجمعت علی تحریمہا وکفیٰ بالاجماع حجة هذه حرمة قویة باتة حتی یکفر مستحلها ویفسق شاربها ویجب الحد لشرب القلیل والکثیر منها وهی نجسة غلیظة لا یعفی عن اکثر من قدر الدرهم منها . . . (صفحہ ۲-۳-جزء ۲۴، المبسوط) پھر فرماتے ہیں وان الخمر حرام لعینها والقلیل والکثیر فی الحکم سواء (صفحہ ۹- جزء ۲۴ المبسوط) - یعنی " امت کا اس کی حرمت پر اجماع ہے اور یہ اجماع دلیل مسلّم کے طور پر کافی ہے - یہ حرمت اس قدر قطعی اور شدید ہے کہ اس کے حلال سمجھنے والے کو کافر اور اس کے پینے والے کو فاسق قرار دیا جاتا ہے - خمر چاہے قلیل تعداد میں استعمال کی جاوے یا کثیر اس پر حد واجب ہو جاتی ہے - یہ نجاست غلیظہ ہے اور مقدار درہم سے زیادہ اگر کپڑے کو لگ جائے تو اس میں نماز نہیں ہوتی - پھر فرماتے ہیں کہ خمر بذاتِ خود حرام ہے اور اس کی قلیل اور کثیر مقدار کا ایک ہی حکم ہے "

مطبوعات

فیروز سنز لمیٹڈ — لاہور

فرنیٹڈز پبلیکیشنز — ملتان

اسلامک پبلیکیشنز — لاہور

ماہنامہ ترجمان القرآن - چراغ راہ - سیّارہ - فاران

ہفت روزہ ایشیا - آئین -

تحریک اسلامی کا تمام لٹریچر اور جملہ کتابیں

ملنے کا پتہ :- اعلیٰ کتاب گھر نیلمنگ روڈ لاہور